اقبال کی شاعری میں ''شاہین'' کا تصور

محمد محمود الاسلام

'' شاہین'' اقبال کے ایک خاص تصور کا Symbol یعنی علامت ہے - شاہین ایک پرندہ ہے - اس کے پیرائے میں انہوں نے ''شاہین'' کے عنوان سے اپنی ایک نظم میں اس خاص تصور کی تشریح کی ہے- شاہین ، اقبال کے چند نظریات کی تجسیم ہے - چونکہ شاہین میں ان تصورات کا وجود ملتا ہے ، اس لیے وہ ان کا ایک پسندیدہ پرندہ بن گیا - اقبال ، انسان میں جن خصوصیات کے خواہاں تھے، شاہین میں ان کا وجود اکثر ملتا ہے - لہٰذا یہ کہنا ہو گا کہ شاہین کی خصوصیات کا بیان کرنا بہ الفاظ دیگر ان کے اپنے فلسفے کا اظہار ہے - اقبال نے ان میں سے بعض خصوصیات کا تذکرہ اس خط میں بھی کیا ہے جو انہوں نے پروفیسر ظفر احمد صدیقی ایم ، اے کے خط کے جواب میں لکھا تھا ، اور وہ یہ ہے :

> '' شاہین کی تشبیہ محض شاعرانہ تشبیہ نہیں ہے- اس جانور میں اسلامی فقر کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں ۱ - خود دار اور غیرت مند کہ اور کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا ۲ - بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا ۳ - بلند پرواز ہے ۴ - خلوت پسند ہے ۵- تیز نگاہ ہے'' (۱)-

نظم بعنوان ''شاہین'' میں اقبال کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان نوجوان بھی شاہین کی صفات اپنے اندر پیدا کریں -

شاہین دوسرے پرندوں کی طرح شہروں یا دیہات میں نہیں رہتا اور نہ بعض پرندوں کی طرح پنجرے میں رہ کر دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرتا ہے - اور وہ اس بات کو گوارا نہیں کر سکتا کہ دوسرے اسے دانہ ، پانی دیدیا کریں اور نہ وہ اس دنیا میں رہنا پسند کرتا ہے جہاں اسے بغیر محنت و مشقت رزق حاصل ہو جائے ، بلکہ وہ اپنا رزق اپنی قوت بازو سے پیدا کرتا ہے -

شاہین کی فطرت چونکہ زاہدانہ ہے ، اس لیے وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتا ہے ،

جہاں نہ باغ ہوتے ہیں نہ پھول ، نہ صیاد نہ بلبل کے نغمے - وہ گلستان میں رہنے والے پرندوں اور ان کے نغموں سے نفرت کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ عیش وعشرت اور رقص و سرور کی زندگی کا انجام اچھا نہیں ہوتا؛ اس کے بجائے وہ کوہستان اور بیابان میں رہتا ہے کیونکہ اس جگہ کی آب و ہوا سے انسان کے اندر جوانمردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں -

شاہین کا زاویۂ نگاہ آفاقی ہوتا ہے ، اس لیے وہ کسی خاص مقام میں زندگی بسر نہیں کرتا - وہ علائق مادی سے آزاد ہوتا ہے اس لیے آشیانہ بھی نہیں بناتا ، بالکل درویشانہ زندگی بسر کرتا ہے -

شاہین کی ان خصوصیات کو مدنظر رکھنے کے بعد ہم یقیناً اقبال سے اتفاق کریں گے کہ اس پرندے میں اسلامی فقر کی تمام خصوصیات موجود ہیں ، اور اسی لیے انہوں نے اس کی زندگی کو نوجوانوں کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا ہے -

در اصل اقبال نے ''شاہین'' سے ''مسلمان نوجوان'' مراد لیا ہے اور نصیحت کرتے ہیں کہ اگر تم اپنے اندر شان استغنا پید کرنا چاہتے ہو تو بادشاہوں کی غلامی اختیار کرنے کے بجائے اپنا رزق اپنی قوت بازو سے حاصل کرو - اللہ نے تمہیں جوانی اس لیے عطا کی کہ تم اپنی خداداد طاقتوں سے کام لے کر اپنی دنیا آپ پیدا کرو گے - اگر تم سخت کوشی کو شعار زندگی بنا لو گے تو دنیا کی ساری مشکلات آسان ہو جائیں گی - قانون فطرت یہی ہے کہ جدو جہد سے سب مصیبتیں راحت میں بدل جاتی ہیں -

اقبال کی رائے میں لطف زندگی ، عیش وعشرت میں نہیں ہے، بلکہ اس جدوجہد میں ہے جو انسان حصول راحت کے لیے کرتا ہے - چنانچہ شکاری اس بات کی تصدیق کر سکتا ہے کہ مثلاً ہرن کے شکار کا حقیقی لطف جدوجہد میں ہے نہ کہ اس کے کباب کھانے میں :

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے ! بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں!

☆☆☆

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخ زندگانی انگبیں(۲)!

شاہین ایک مشہور شکاری پرندہ ہے جو بلند پرواز ہوتا ہے - اپنا رزق خود اپنی قوت بازو سے مہیا کرتا ہے - تیز نظر ہوتا ہے اور علائق دنیوی سے آزاد زندگی بسر کرتا ہے - چونکہ یہ سب مومنانہ صفات ہیں ، اس لیے اقبال نے لفظ شاہین کو اپنا Symbol بنا لیا ہے ،

اور وہ مسلمان کو شاہین کے نام سے موسوم کرتے ہیں:

شکایت ہے مجھے یا رب ! خداوندان مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا!(۳)

شاہین چونکہ پرندوں کا درویش ہے اور آشیاں بندی کو اپنے لیے موجب ذلت سمجھتا ہے اس لیے وہ بڑی آسانی کے ساتھ پہاڑوں اور جنگلوں میں زندگی بسر کرتا ہے:

گزر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کے لیے ذلت ہے کار آشیاں بندی!(۴)

اسی طرح جو شخص اپنے اندر شان درویشی پیدا کر لیتا ہے، وہ علائق دنیوی سے پاک ہو جاتا ہے - چنانچہ حضرات اولیاء کرام کی پاکیزہ زندگیاں اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ ان کے حجروں میں ایک چٹائی اور مٹی کے ایک گھڑے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوتی تھی ؛ اس کے باوجود دنیا والے ان کا احترام بادشاہوں سے بھی زیادہ کرتے تھے -

مومن کا جہاں محدود نہیں ہے جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے:

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے
مومن کا مقام ہر کہیں ہے(۵)

☆☆☆

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں(۶)

یعنی مسلمان کا تصور حیات، ساکن نہیں بلکہ متحرک یعنی Dynamic ہے - اسلام کے نزدیک انسانی زندگی مسلسل سفر کا نام ہے - اسلام کی رو سے سکون اور قیام متضاد ہیں - جمود تو موت کا پیغام ہے اور حرکت زندگی کا - اسی طرز خیال کو اقبال نے ''سوختن ناتمام'' سے تعبیر کیا ہے -

رابندر ناتھ ٹیگور اور اقبال، دونوں پرسکون اور جامد زندگی سے بیزار ہیں - دونوں زندگی کی رو میں بہے جانا چاہتے ہیں - فطرت کی بندشوں میں الجھ کر سلجھنا چاہتے ہیں - سرگرمیوں میں اپنی زندگی کا راز ڈھونڈتے ہیں - ''بلاکا'' (جنگلی ہنس) ٹیگور کی زندگی کا ترجمان ہے تو شاہین، اقبال کی مثالی زندگی کا پیکر مجسم ہے - ٹیگور ''بلاکا'' کی انتھک پرواز، اس کی تیز رفتاری اور ایک نامعلوم منزل کی طرف اس کی مسلسل تگ و دو میں زندگی کا راز محسوس کرتے ہیں:

''یہ تارک آشیانہ پرندہ (بلاکا) ظلمت و نور میں !
کس ساحل سے کس ساحل کے رخ پر بڑھتا چلا جا رہا ہے
اس کے ہوائی بازوؤں کے گیت میں آواز بلند ہو رہی ہے'' (۷)
''میری منزل یہ نہیں ، کہیں دوسری ، کہیں دوسری ، کہیں دوسری ، کہیں دوسری''!(۸)

اقبال کی شاعری میں شاہین محض ایک پرندہ نہیں بلکہ اس کی ہر جست اور جھپٹ ، حرکت و عمل کی ایک زندہ تصویر ہے - ٹیگور کی طرح اقبال کو بھی شاہین کی بلند پروازی - اس کی کم آمیزی و تیز نگاہی ، اس کی انفرادیت پسندی اور انتھک سیر و سیاحت میں زندگی کا راز نظر آتا ہے ، خودی کی تفسیر دکھائی دیتی ہے ؛ اس لیے وہ شاہین کی زبان میں اپنا نقطۂ نظر یوں ادا کرتے ہیں :

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں
کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ
جھپٹنا ، پلٹنا ، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ (۹)

حواشی

١ - اقبال نامہ ، حصہ اول ، شیخ عطا اللہ ، شیخ محمد اشرف تاجر کتب ص ۵ -۲۰۴
۲ - بال جبریل ، شیخ غلام علی اینڈ سنز ناشران کتب ص ۱۶۳
۳ - ایضاً ص ۵۰
۴ - ایضاً ص ۲۱
۵ - شرح بال جبریل ، یوسف سلیم چشتی ، عشرت پبلشنگ ہاؤس ص ۳۹۶
۶ - بال جبریل ، شیخ غلام علی اینڈ سنز ناشران کتب ص ۹۰
۷ - بلاکا ، بلاکا ، رابندر ناتھ ٹیگور ، سری پولن بہاری سین ، ص ۸۱
۸ - ایضاً
۹ - بال جبریل ، شیخ غلام علی اینڈ سنز ناشران کتب ص ۲۱۹